امن مذاکرات: فریق ثانی کون ہے؟

تحریر: سہیل احمد لون

کوئٹہ سے چلنے والی یخ بستہ ہواؤں سے کراچی کا موسم خاصا ٹھنڈا ہوگیا ہے مگر خبریں پھر بھی گرم، خونی، دہشت انگیز، پرخوف، اور بارود آلود آرہی ہیں۔ایس ایس پی اسلم چوہدری اور انکے ساتھیوں پر خودکش حملہ کرکے بہادر سپوتوں کو ''ظالمان'' نے اپنی بزدلی کا نشانہ بنالیا۔ایس ایس پی اسلم چوہدری شہید پر اس سے پہلے بھی حملے ہوچکے تھے مگر اس کے باوجود وہ دہشت گردوں کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوئے۔تحریک طالبان پاکستان نے اس کی ذمہ داری قبول کرلی ہے جس کے بعد امن مذاکرات کے لیے رابطوں کے دعویدار مولانا حضرات سیاسی اعتکاف پر بیٹھ گئے۔اس بار وزیر داخلہ چوہدری نثار کی وہ گھن گرج بھی سننے میں نہ آئی جو حکیم اللہ محسود کی امریکہ ڈرون حملے کے نتیجے میں ہونے والی ''شہادت'' کے بعد سنائی دی تھی۔عمران خان آج بھی دہشت گردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر کیکلی ڈالنے کو تیار ہیں مگر طالبان جنونی باندر کلا کھیلنے پر بضد ہیں جس میں کلے پر عوام ہی ہوگی جن کے مقدر میں جوتوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ طالبان سے مذاکرات دراصل عوام سے مذاق ہے جس کی قیمت بھی عوام کو چکانی پڑ رہی ہے۔وطن عزیز میں جج، جرنیل اور ملاں تو قانون و سزا سے بالاتر قیام پاکستان سے ہی ہیں مگر مرد مومن، مرد حق کے دور کے بعد دہشت گردوں کو بھی نام نہاد جہاد کے نام پر ایسا لائسنس مل گیا جس کے بعد وہ بھی قانون وسزا سے بالاتر ہوگئے۔مرد حق نے تو ان کو مدرسوں میں آباد کیا تھا مگر روشن خیال عمران خان انہیں ''اسلام آباد دفتر'' سے نواز کر تبدیلی لانے کی خواہش رکھتے ہیں۔حکیم اللہ محسود ڈرون اٹیک سے ہلاک یا شہید ہوئے تو عمران خان نے امریکہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا کہ انہوں نے امن مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی۔امن مذاکرات کے متوالے سیاسی رہنماء کیا ایس ایس پی اسلم چوہدری کی شہادت پر طالبان پر ویسی ہی تنقید کرسکتے ہیں؟ کیا صرف ڈرون حملے ہی امن مذاکرات (جو پتہ نہیں کب شروع ہونگے) کو سبوتاژ کرتے ہیں؟ کیا طالبان کے خودکش حملے اور دہشت گردی کے واقعات امن مذاکرات کو فروغ دیتے ہیں؟ تحریک انصاف کے چیئرمین کا انصاف طالبان کے متعلق بے انصاف کیوں ہوجاتا ہے؟ مولانا فضل الرحمٰن جس شہر سے انتخابات جیتیں وہاں کی جیل توڑ کر طالبان کو آزاد کیوں کروالیا جاتا ہے؟ امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن جنہیں تحریک طالبان کے وجود پر یقین نہیں تھا اب ان کا ردعمل کیا ہے؟ ہمارے مولانا حضرات امریکہ کے ہاتھوں کتے کو بھی شہید کے درجے پر فائز تو کردیتے ہیں مگر کیا ہنگو میں سرکاری سکول پر جان کا نذرانہ دے کر سینکڑوں معصوم بچوں کی جان بچانے والے نویں جماعت کے طالب علم اعتزاز حسن کو کس درجے پر فائز کریں گے؟ بقول مولانا حضرات طالبان امریکہ اور امریکیوں کا ساتھ دینے والوں کے خلاف جنگ یا جہاد کررہے ہیں۔شاید ان کی نظر میں خودکش حملہ آور بھی شہید ہیں، اس تناظر میں کمسن اعتزاز حسن کا ان کی نظر میں کیا درجہ ہوگا؟

وطن عزیز میں محفوظ کون ہے؟ جن کی ذمہ داری تحفظ فراہم کرنا ہے ان کو بم دھماکوں میں اڑا دیا جاتا ہے، حساس اداروں کے تمام ہیڈکوارٹرز بھی دہشت گردوں سے محفوظ نہیں رہے، مسیحی گرجا گھروں، احمدیوں کی عبادت گاہوں، مزاروں، درباروں، بازاروں، سکولوں، کالجوں،

یونیورسٹیوں، جنازوں، عیدگاہوں، پولیس ٹریننگ سینٹروں، سی آئی اے کے دفاتر، بسوں، کوچوں، ٹرینوں، جلسے، جلوسوں، سیاسی میٹنگوں، گلیوں، سڑکوں، دوکانوں وغیرہ ہر جگہ دہشت گردی کے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ امن وامان کی خراب صورت حال کا یہ عالم ہے کہ کمانڈو فورس کا کمانڈر بھی عدالت میں پیش ہونے سے کتراتا ہے، سابقہ چیف جسٹس ہو یا سابقہ آرمی چیف اپنے آپ کو اتنا غیر محفوظ تصور کرتے ہیں کہ بلٹ پروف گاڑی کے بغیر کہیں جانے کا رسک نہیں لیتے۔ بلاول زرادری نے طالبان کو للکارنے کی ہمت کی مگر وہ بھی اپنے گھر بلٹ پروف شیشے کے سامنے......!

چند ہزار طالبان جن کی ظالمانہ وبزدلانہ کارروائیوں سے کروڑوں کی تعداد میں لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ چلایا جاسکتا ہے حالانکہ اس کے ساتھ مزہ لینے والے آج مزے لےلیکر باتیں کررہے ہیں تو ریاست کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاسکتی۔ مولانا حضرات چاہے داڑھی والے ہوں یا کلین شیو دہشت گرد طالبان سے مذاکرات کی حمایت کرنے سے قبل یہ کیوں نہیں سوچتے کہ مذاکرات صرف انسانوں سے کیے جاتے ہیں انسان نما درندوں سے نہیں۔ جو دہشت گرد ہم وطنوں کا سر قلم کر کے فٹ بال کھیلنے میں فخر محسوس کرتے ہوں تو ایسے شیطانی صفات کے مالک بھوتوں کا لاتوں سے ہی علاج ممکن ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ چند سیاسی رہنماء ان کی لاتوں میں پڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ہمارے سیاسی رہنماء اور عسکری قیادت اس حوصلے اور دلیری کا مظاہرہ کریں جو ایس ایس پی اسلم چوہدری انکے ساتھیوں اور کمسن اعتزاز حسن شہید نے کیا ہے تو دہشت گردی کی وحشت سے نکلنے کا راستہ نظر آنا شروع ہو جائے گا۔

جنگ تو آپ نے کرنی ہے آج کریں یا کل۔ بس فرق اتنا ہوگا کہ جنگ کے معاملے میں دیر آید درست آید والی بات مکمل جھوٹ ہے۔ آج قوم جنگ چاہتی ہے اور آپ جنگ سے بھاگ رہے ہیں لیکن کل اگر آپ نے جنگ کا تہیہ کیا اور قوم راضی نہ ہوئی تو پھر حالات سقوط ڈھاکہ سے بھی زیادہ خوفناک اور مکروہ ہوں گے۔ ہم چند سر پھرے سیاست دانوں اور بے رحم مذہبی رہنماوں کے جھانسے میں آکر پاکستان اور پاکستانیوں کو ایک بار پھر ''حلال'' کروانے کی حکمت عملی پر گامزن ہیں۔ ہنگو میں ہونے والے واقعہ میں کم سن اعتزاز حسن کی جرات کو سلام مگر اس سے یہ بات بھی سمجھ آجانی چاہیے کہ جس قوم کے بچے اپنے دشمن کو خود پچھاننا شروع کردیں اور ریاست اُن دشمنوں کے خلاف کاروائی میں بزدلی کا مظاہرہ کرے تو پھر عوام اپنی جنگ بھی خود لڑ لیتی ہے اور کسی فوج کیطرف بھی نہیں دیکھتی۔ عمران خان نرگسیت کا بدترین مریض ہے جو اپنی ذات سے آگے نہیں سوچتا۔ کل تک حکیم اللہ محسود کا ماتم کرنے والی ''تبدیلی خان'' کا ایک تبدیلی رضا کار بھی پاکستان کے اس بہادر بیٹے کی نہ تو نماز جنازہ میں شامل ہوا اور نہ افسوس کے لیے اُس کے گھر گیا۔ شاید اُسے عون جیسے بدنام آدمی سے فرصت نہیں جس کے ساتھ وہ ابھی لوگوں کی شادیوں میں شرکت کررہا ہے۔ تحریک انصاف میں نوجوانوں کی بڑی اکثریت عمران خان کے اس غیر عقلی فیصلے کو حیرت سے دیکھ رہی ہے۔ فیس بک پر آج کل لاہور سے پی ٹی آئی کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے ایم پی اے میاں اسلم اقبال کی ایک ویڈیو بہت شیئر ہورہی ہے جس میں تحریک انصاف اور عمران خان کے خلاف ہرزہ سرائی کررہا ہے لیکن شاید بہت کچھ عمران خان کے ہاتھ سے نکل رہے ہے بالکل اُس وقت کی طرح تو ریت کی مانند آہستہ آہستہ پاکستان کے رکھوالوں کے ہاتھ سے نکل رہا

ہے۔تاخیر کی سزا پوری قوم کو ملے گی اور چند مفاد پرست سیاستدان گھنٹوں میں پاکستان کو خیر باد کہہ دیں گے کیونکہ پاکستانی سیاستدانوں کا پاکستان میں کچھ بھی نہیں اور طالبان کا سب کچھ آخرت میں ہے۔سوا گر اس پاکستان میں کسی کا کچھ ہے تو وہ اُن پاکستانیوں کا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ آخرت کے فیصلے بھی اسی دنیا میں گزارے ہوئے کردار پر ہونے ہیں اور جن کا کردار ہوتا ہے وہ امن مذاکرات کی بات بھی کرتے ہیں لیکن کس سے؟ کہ اس جنگ کا فریق ثانی ابھی تک سامنے نہیں آیا۔

تحریر: سہیل احمد

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

10-01-2014.